مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ القرآن

ملفوظات حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

اور

فارسی ادب

مرتب

حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی

سابق رئیس الجامعہ فلاح دارین مقام ترکیسر ضلع سورت گجرات

ملنے کا پتہ

مجلس خیر

سورتی لالہ منزل دوسرا مالہ، رامپورہ مقام پوسٹ سورت گجرات (انڈیا)

نام کتاب :- ملفوظاتِ حکیم الامتؒ اور فارسی ادب
مرتب :- حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی سابق رئیس الجامعہ
فلاحِ دارین، مقام ترکیسر ضلع سورت (گجرات)
حال وارد :- مقام کاپودرا، تعلقہ انکلیسر ضلع بھروچ (گجرات)
تعدادِ طبع :- ایک ہزار
سن طباعت :- ۱۹۹۶ء
ناشر :- "مجلسِ خیر" سورتی لالہ منزل دوسرا مالہ، رامپورہ
مقام و پوسٹ سورت (گجرات)

نگرانِ طباعت :- الحاج مولانا محمد یعقوب صاحب بلندشہری
ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی جامعہ مظاہر علوم (وقف)
سہارن پور، یوپی، ہند

تقریظ

(ارشاد گرامی)

حضرت مولانا قمر الزماں صاحب مدظلہ، مجاز صحبت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رح و خلیفہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد،

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کی ذات بابرکات اپنی اصلاحی خدمات اور تجدیدی کارناموں کی وجہ سے محتاج تعارف نہیں ہے۔ چنانچہ ماشاءاللہ آپ کی ہزاروں تحقیقی تصنیفات اور گرانقدر مواعظ وملفوظات آپ کی عظمتِ شان پر شاہدِ عدل ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے سینکڑوں خلفاء ومجازین نے دین وطریق کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ بھی محتاجِ بیان نہیں، اس لئے یہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رح کی مقبولیت عند اللہ پر بیّن ثبوت ہے۔ اسی بناء پر ان کی تصنیفات وملفوظات پر نصف صدی سے زیادہ گذرنے کے بعد بھی ان کے مطالعہ سے بالیقین اصلاحی وتربیتی نفع اور باطنی فیض عیاناً محسوس ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے خلفاء کرام ان کے سننے سنانے کا ہمیشہ سے اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ بلکہ تحریری طور پر بھی ان کے اقتباسات وانتخابات کو امت کے سامنے پیش کرکے ان کو محظوظ ومتاثر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عیسیٰ رح الہ آبادی، جنھوں نے حضرت حکیم الامت کی حیات میں بھی ان میں سے صدہا ملفوظات کا ایک مجموعہ تیار کرکے حضرت حکیم الامت رح کی خدمت میں پیش کیا جسے

حضرت حکیم الامتؒ نے پسند فرمایا اور اس کا نام "انفاسِ عیسیٰ" تجویز فرمایا جو اب بھی ماشاء اللہ دستیاب ہے، اور اس کا مطالعہ سالکینِ راہ کیلئے بیحد مفید ہے۔ پھر حضرت مولانا عبد الباری ندویؒ خلیفہ حضرت حکیم الامتؒ نے "جامع المجددین" کے نام سے ایک جاذبِ قلب نئے اسلوب و نفیس ترتیب سے حضرت حکیم الامتؒ کے تجدیدی ملفوظات وارشادات کو جمع فرمایا جسکی افادیت میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔

پھر حضرت ڈاکٹر عبد الحئی صاحب خلیفہ حضرت حکیم الامتؒ نے "بصائرِ حکیم الامت" کے نام سے طریق و سلوک کی شان میں ایک نہایت مفید و مؤثر مجموعہ ملفوظات شائع فرمایا، اسکے بعد بعض حضرات نے حضرت حکیم الامتؒ کے ملفوظات و مواعظ میں جو فقہی مسائل تھے ان کو کئی جلدوں میں جمع کیا اور بعض لوگوں نے ملفوظات میں جو حکایات تھیں ان کو یکجا کر دیا جو یقیناً نہایت نصیحت آمیز واقعات پر مشتمل ہے۔ غرض یہ حضرت حکیم الامتؒ کی مقبولیت کی علامت ہے کہ ان کے ملفوظات و مواعظ سے انتخابات و اقتباسات کا سلسلہ تا ہنوز جاری ہے چنانچہ اب حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی جو ماشاء اللہ عالمِ باعمل ہیں اور ادبی ذوق بھی رکھتے ہیں ان کے قلب میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حضرت حکیم الامت کے وہ ملفوظات سامنے لائے جائیں جس میں انہوں نے اپنے بلند ادبی ذوق کی بنا پر فارسی یا عربی کے اشعار کو برمحل لائے ہیں چنانچہ انہوں نے بہت سے ملفوظات اس قسم کے آپ کے ان ملفوظات سے جو "حسن العزیز" کے نام سے موسوم ہیں منتخب فرمایا اور جو انشاء اللہ جلد ہی منصہ شہود پر آجائیں گے جنکے مطالعہ سے انشاء اللہ آنکھوں کو نور اور قلب کو سرور حاصل ہوگا اور ادبی ذوق رکھنے والوں کے لئے مزید وجد و کیف کا باعث ہوگا۔ مولانا زید مجدہٗ کو ان ملفوظات کے جمع کرنے کا اس بنا پر بھی داعیہ پیدا ہوا کہ علوم دین و طریق کے طالبین اور سالکینِ راہ کو فارسی زبان کے سیکھنے کی طرف رغبت دلائیں اس لئے کہ بغیر اس کے اپنے اکابر صوفیاء کے ارشادات و مکتوبات سے پورے طور پر مستفیض نہیں ہوسکتے۔ اس لئے کہ اکثر و بیشتر ان کے ارشادات خواہ نثر میں ہوں یا نظم میں فارسی ہی زبان میں ہیں

اب اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی کو اس

خدمتِ جدیدہ و مفیدہ پر ثوابِ کثیر و اجرِ جزیل عطا فرمائے اور ناظرین کرام کو اس کے مطالعہ سے نفع اور صاحبِ ملفوظات کے فیض سے مستفیض فرمائے۔ آمین۔

اس کے علاوہ مولانا صاحب کے اصلاحی و تربیتی مذاق اور ادبی ذوق پر وہ رسالہ بھی دال ہے جو ابھی حال میں (شعبہ نشر و اشاعت مجلسِ دعوۃ الحق برطانیہ) نے „مکارم الشیم“ ترجمہ و شرح „عنوان الحکم کے نام سے شائع کیا ہے جس میں علامہ محدث ابو الفتح علی ابن محمد البستی رحمہ اللہ نے اشعار میں موعظت و حکم کی باتیں کہی ہیں جن کا ترجمہ و مختصر شرح نہایت سلیس و شگفتہ اردو زبان میں مولانا نے فرمایا ہے جو یقیناً طالبین علومِ دینیہ کے لئے یاقوت و مرجان سے کم قیمت نہیں ہے۔ اس لئے ہم سب طلبہ دین کی طرف سے مولانا صاحب دعائے خیر کے مستحق اور حقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس سے استفادہ و انتفاع کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

فجزاہم اللہ خیر الجزاء و احسن الجزاء

محمد قمر الزمان الہ آبادی
حال مقیم خانقاہ کنتھاریہ بھروچ (گجرات)
۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۶ھ

ملفوظات

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور

فارسی ادب

دار العلوم دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام میں جو ممتاز مقام عطا فرمایا ہے شاید اسلامی دنیا کی اور کسی درسگاہ کو وہ مقام حاصل نہیں ہے۔ سکا اس الہامی درسگاہ سے جو عبقری شخصیتیں پیدا ہوتیں وہ علم و عمل، تقویٰ، طہارت زہد و قناعت اور اسلامی علوم کے احیار میں ایسے نمایاں مقام پر فائز ہوئیں کہ پچھلی کئی صدیوں میں اسلامی تاریخ میں آنکی برابری کرنے والی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔

انہی جامع کمالات شخصیتوں میں ایک نام حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے جنکو برصغیر کے مسلمان حکیم الامت کے نام سے جانتے ہیں حضرت حکیم الامتؒ جہاں تفسیر و حدیث، فقہ، و اصولِ فقہ میں نگاہِ کامل رکھتے تھے وہاں تصوف و سلوک اور تزکیۂ احسان کے مسائل میں تجدیدی شان کے مالک تھے آپ کے علمی فیوضات آپ کی گرانقدر تصانیف کے ذریعہ پورے عالم میں پھیل چکے ہیں۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ دینی علوم میں کمال کے ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین ادبی ذوق بھی عطا فرمایا تھا اردو، فارسی، عربی کے بے شمار اشعار آپ کو محفوظ تھے خصوصاً فارسی ادب پر آپکی گہری نظر تھی حافظ شیرازی رحمۃ اللہ، مولانا رومیؒ اور سعدیؒ کے کلام کا بڑا حصہ آپکو محفوظ تھا اور انکے اشعار کو بہت خوبی

کے ساتھ اپنے ملفوظات و مواعظ میں بہت مناسب انداز و موقع پر پڑھا کرتے تھے

آپکی فارسی ادب میں مہارت اور تنقیدی نظر کا اندازہ آپ کے ملفوظات سے ہوتا ہے ایک موقع پر فرمایا کہ حضرت عارف شیرازی کے کلام میں حظ اور اثر بہت ہے کیونکہ انکا کلام عاشقانہ ہوتا ہے اور حضرت سعدی کا کلام حکیمانہ ہوتا ہے اس میں علوم و مسائل بہت ہوتے ہیں .... پھر فرمایا حضرت سعدی نے فردوسی کے مقابلہ میں ایک رزمیہ حکایت لکھی ہے لیکن وہ بات کہاں جو فردوسی کے کلام میں ہے حضرت شیخ تو اہل بزم تھے فردوسی اہل رزم

پھر فرمایا کہ انیسؔ دبیر وغیرہ کے مرثیوں میں صنعتیں تو ہیں لیکن وہ قوت اور صولت نہیں جو فردوسی کے کلام میں پائی جاتی ہے کیونکہ اسکے لئے قلب میں شجاعت و قوت کا ہونا ضروری ہے اور وہ ان مرثیہ والوں میں کہاں گو پڑھتے ہیں بہت زور لگا لگا کر. (ملفوظات حسن العزیز ص ۱۴۵)

ظاہر ہے کہ شعراء کے کلام میں اسطرح کا موازنہ وہی شخص کر سکتا ہے جسکی ادبی نظر گہری ہو اور ذوق بلند پایا ہو پھر حضرت حکیم الامتؒ تو مثنوی شریف کے شارح بھی ہیں اور مثنوی زیر بم کے مصنف بھی ہیں اور مثنوی کا مقام ادب فارسی میں کیا ہے وہ تو ہر شعر سے معلوم ہوتا ہے. مثنوی مولوی معنوی. ہست قرآن درزبانِ پہلوی — فارسی ادب کا یہ عظیم شاہکار آج بھی مقبول عام ہے۔

حضرت حکیم الامت نے اسکی شرح میں جو محنت فرمائی اور اسکے مطالب بیان کرنے کے لئے جو قوت صرف فرمائی اسکا اندازہ بھی اس ملفوظ سے ہوتا ہے۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوب تحریر فرماتے ہیں کہ ....

آج کل حضرت دفتر ششم مثنوی کی شرح تحریر فرما رہے ہیں صبح سے نماز ظہر کے قریب تک اوپر کے کمرے میں برابر تحریر میں مشغول رہتے ہیں اور اکثر قیلولہ تک کی فرصت نہیں ملتی فرمایا کرتے ہیں کہ بڑے جھگڑے کا کام ہے سراپا کھپ جانا پڑتا ہے جنگل ہے۔ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا (ص۱۰۴)۔

جس شخصیت نے مثنوی شریف میں اسطرح اپنے آپکو کھپا دیا ہو اس کے بلند ذوق میں کیا کلام ہو سکتا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ کے مواعظ اور ملفوظات میں کثرت سے فارسی اشعار نظر آتے ہیں، اردو، عربی اشعار بھی مل جاتے ہیں مگر زیادہ تر مولانا رومؒ حافظ شیرازیؒ، اور شیخ سعدیؒ کے کلام سے نقل فرماتے ہیں۔

بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ آجکل مدارس عربیہ میں بھی فارسی زبان برائے نام رہ گئی ہے حالانکہ ہمارے اسلاف کا بڑا علمی سرمایہ فارسی زبان میں ہے مگر فارسی زبان سے عدمِ واقفیت کی بنا پر انکی کتابوں سے استفادہ مشکل ہو رہا ہے بلکہ طلباء اردو وعظ، ملفوظات کو بھی کماحقہ سمجھنے سے قاصر ہے

اس مقالہ میں ملفوظات حسن العزیز میں سے ان ملفوظات کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں کوئی اردو فارسی عربی شعر کا ذکر ہے تا کہ حضرت حکیم الامتؒ کے ادبی ذوق اور خصوصاً فارسی ادب سے دلچسپی کا اندازہ ہو سکے۔

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات اور ملفوظات میں بعض بہت ہی دل چسپ جملے نظر آتے ہیں ایک مرتبہ فرمایا کہ جی ہاں طبیعت میں شاعری کا مادہ بہت ہے گو شعر کہنے پر تو قدرت نہیں لیکن جہاں تک ہو سکتا ہے طبیعت

یہی چاہتی ہے کہ رعایتِ شاعرانہ بھی رہے تو اچھا ہے لیکن خوامخواہ اسکے پیچھے نہیں پڑتا جو بات بلا تکلف سوجھ گئی اور اصل مقصود میں ذرا مخل نہ ہوئی تو خیر ایسی رعایتوں کو بھی استحسان کے مرتبہ میں جی چاہا کرتا ہے (حسن العزیز صـ ۳۰۹) چند نمونے ملاحظہ فرمادیں۔ فرمایا آج کل کی ہمدردی قومی ہمدردی نہیں ہمہ دردی ہے ② فرمایا کہ تہذیبِ جدید تعذیبِ جدید ہے ③ ایک اسلامی بادشاہ کے زہد کا ذکر فرمایا کہ دولتِ باطنی جسکو چاہے حق تعالیٰ دیدے کوئی شاہ صاحبوں ہی کا حصہ تھوڑا ہی ہے بادشاہ صاحب کو بھی مل جائے تو کیا تعجب ④ ایک مرتبہ مزاحًا فرمایا کہ آپ جس غرض سے آئے ہیں اسمیں بے چونی کی کیفیت ہونی چاہئے پھر کیوں چونہ بھرایا جائے ⑤ ایک صاحب سے فرمایا کہ جب مقدر میں یہ ہے تو مکدّر ہونے کی ضرورت نہیں ⑥ ایک مرتبہ ہنس کر فرمایا بس ایسی مختصر نویسی بہت اچھی ایک دن لکھ لیا بوٹی اور ایک دن لکھ لیا روٹی ⑦ فرمایا کہ جناب آپ نے فٹ بال والے لڑکوں کا حال بھی سن لیا کہ انہوں نے کیا حرکت کی؟ دیکھا فٹ بال کا نتیجہ اخیر میں وبال ہی ہوتا ہے ⑧ ایک صاحب بڑھاپے میں حضرت سے جلالین شریف پڑھتے تھے ایک موقعہ پر کسی بات کے نہ سمجھنے پر انہوں نے معزرت سے عرض کیا کہ یہ میری جہالت ہے حضرت نے فوراً لطف کے ساتھ فرمایا کہ جی نہیں جہالت کیوں چہ حالت ہے (یعنی کیسی اچھی حالت ہے) ⑨ فرمایا کہ انکے باپ کو بہت صدمہ ہے اس لئے فرطِ شفقت سے وہ انکے حق میں صدماں (یعنی سوماں) ہیں ⑩ کسی نے عمدہ جائے نماز بنانے کی درخواست کی تو فرمایا اتنا روپیہ کسی نیک کام میں لگا دیا جائے ہنس کر فرمایا ایسی دری

دری نہیں بلکہ ایک در ہے جو اکثر بیچ میں آجاتا ہے اللہ میاں اور بندے کے

⑪ فرمایا جہاں خلوص ہوتا ہے وہاں فلوس خود بخود آجاتا ہے ⑫ وہاں نہ چندہ تھا نہ کچھ تھا پھر بھی ہر وقت خندہ ہی خندہ تھا یہ شان علماء کی ہونا چاہئے

حضرت کے ملفوظات و مکتوبات میں اس قسم کے بہت جملے پائے جاتے ہیں جس سے آپ کی لطافتِ طبع اور رعایتِ لفظی میں کمال کا پتہ چلتا ہے

اسکی بھی ضرورت ہے کہ حضرت حکیم الامتؒ نے مثنوی شریف کی شرح پر جو محنت فرمائی ہے اسکی خوبیوں کو اجاگر کیا جائے شاید اللہ کا کوئی بندہ اسکو انجام دیدے بہرحال ان ملفوظات کے انتخاب کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے اکابرین کے ادبی ذوق کا اندازہ کیا جا سکے اور ہمارے مدارس کے طلباء میں سے کم از کم چند طلباء ادبیاتِ فارسی میں بھی مہارت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ ورنہ رومی و شیرازی۔ سعدی و فردوسی۔ اقبال و غالب کا قیمتی ورثہ صرف کتب خانوں کی زینت بنا رہیگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اسلاف کے سرمایۂ علمی کو سمجھنے اور اسکی حفاظت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ واللہ الموفق الی سواء السبیل

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

احقر عبداللہ غفرلہ کاپودروی
مقیم حال ٹورنٹو۔ کینڈا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گل از رخت آموختہ نازک بدنی را
بلبل ز تو آموختہ شیریں سخنی را

پھول نے تیرے رخسار سے سیکھا ہے نازک بدن ہونا، بلبل نے تجھ سے سیکھی ہے شیریں کلامی (کو)

① فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس قدر بڑی شان ہے کہ اگر شاہان دنیا کی طرح اسکے خطاب کیلئے مناسب شان القاب و آداب کی قید ہوتی تو عمریں تمام ہو جاتیں اور ایک بار بھی اسکے نام لینے کی نوبت نہ آتی القاب و آداب بھی ختم نہ ہوتے لوگ نام لینے کے لئے ترس جاتے، لیکن اللہ اکبر کیا رحمت ہے کہ اپنے نام لینے کے لئے کسی قسم کی قید نہیں لگائی۔ جس وقت اور جس حالت میں جی چاہے اسکا نام لیکر خطاب کر سکتے ہیں۔ بجز چند خاص موقعوں اور چند خاص حالات کے کہ اس وقت زبان سے ذکر کرنا خلاف ادب ہے غریب سے لیکر امیر تک اور عابد و زاہد سے لیکر فاسق و فاجر تک ہر شخص کو بے تکلف خطاب کرنے کی اجازت ہے ورنہ اسکی عظمت و جلال کا مقتضا تو یہ تھا کہ ہماری زبان اگر سات سمندر کے پانی سے بھی دھوئی جاتی تب بھی اسکے نام لینے کے قابل نہ ہوتی کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

میں مونہہ کو مشک اور گلاب سے ہزار مرتبہ دھوؤں
اسکے بعد بھی تیرا نام (اس مونہہ سے) بولنا بڑی بے ادبی ہے

② فرمایا کہ ہماری عبادت میں ہرگز اسکی اہلیت نہیں کہ وہ قبول بارگاہ خداوندی ہو سکے محض فضل سے نجات ہوگی ورنہ ہماری عبادت کی تو وہ حالت ہے کہ اگر عتاب بھی نہ ہو تو غایت حلم و کرم ہے قبولیت تو بڑی چیز ہے اسی کو مولانا روم فرماتے ہیں

ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ وز گرانجانی و چالاکی ہمہ

ہم پاکی و ناپاکی اور گرانجانی و چالاکی سب سے دور ہیں

سا ایں ثنا گفتن ز ما ترکِ ثنا ست

ہماری طرف سے یہ ثنا کہنا ہی ترکِ ثنا ہے۔

شاہ را گوید کسے جولاہہ نیست این نہ مدح است او مگر آگاہ نیست

اگر کوئی آدمی بادشاہ (کی تعریف) کو کہے کہ جولاہہ نہیں ہے،

یہ اسکی مدح سرائی نہیں ہے لیکن وہ بیچارہ اس سے واقف نہیں ہے

مولانا فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ پاکی سے بھی پاک ہیں یعنی جس قسم کی پاکی ہم بیان کرتے ہیں وہ اس پاکی سے بھی پاک ہیں ہماری ثنا بھی گویا ترکِ ثنا ہے کیونکہ اگر کسی بادشاہ کی کوئی یہ تعریف کرے کہ آپ جولاہے نہیں ہیں تو دراصل یہ مدح نہیں بلکہ ایک قسم کی مذمت ہے۔ لیکن باوجود اسکے ہمارے عجز پر نظر فرما کر حق تعالیٰ ہمارے اس ٹوٹے پھوٹے نماز روزہ کو بھی غایت رحمت و شفقت سے قبول فرما لیتے ہیں

قبول است گرچہ ہنر نیستت کہ جز ما پناہِ دگر نیستت

تمہارے اندر اگرچہ کوئی خوبی نہیں ہے پھر بھی اسلئے قبول کرتے ہیں کہ

کہ ہمارے علاوہ دوسری کوئی جائے پناہ بھی تو نہیں ہے

(۳) خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار عرض کیا کہ حضرت کیا عرض کروں جیسا جی چاہتا ہے ویسا ضبط نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور کی زبان فیض ترجمان سے نو علوم و معارف کے دریا کے دریا نکلے چلے آتے ہیں یہ بے بضاعت کس طرح لکھے اور کیا کیا لکھے سخت الجھن ہوتی ہے ہنس کر فرمایا کہ جہاں ایسی الجھن ہوا کرے بس یہ شعر لکھ دیا کیجئے۔

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار   گلچینِ بہارِ تو ز دامان گلہ دارد

ہماری نگاہوں کا دامن تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول بے شمار ہیں ، جو شخص تیری بہار کے پھول چن رہا ہو اسکو اپنے دامن (کی تنگی) کا گلہ رہتا ہے

④ فرمایا ایک صاحب نے میرے نام کا سجع کہا تھا "از گروہ اولیاء اشرف علی" میں نے بھی سینکڑوں سجعے لوگوں کی فرمائش سے کہے ہیں اور بہت عجیب عجیب لیکن محفوظ نہیں ہیں ایک کسبی تھی جسکا نام نازنینی تھا اسنے بہت سے شاعروں سے اپنے نام کی سجع کی فرمائش کی۔ لیکن چونکہ بے ہودہ نام تھا سب نے ٹال دیا ذوق سے فرمائش کی تو انہوں نے فی البدیہہ کہا کہ تیرا سجع شیخ سعدی رح پہلے ہی فرما چکے ہیں   نازت بکشم کہ نازنینی

تیرا ناز اٹھاؤنگا اسلئے کہ واقعۃ تو نازنین ہے

واقعی کمال ہی کیا۔ کیسی سوجھی۔

ایک صاحب نے اس شعر کا مطلب دریافت کیا

یک زمانے صحبتِ با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

اولیاء اللہ کے ساتھ تھوڑی دیر کی صحبت ، سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے

⑤ فرمایا کہ صحبت اولیاء میں ایک خاص بات قلب میں ایسی پیدا ہو جاتی ہے جس سے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا۔ خواہ گناہ اور فسق و فجور سبھی کچھ اس سے وقوع میں آویں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاوے مردودیت تک کبھی نوبت نہیں پہنچتی برخلاف اسکے ہزار برس کی عبادت میں بھی بذاتہ یہ اثر نہیں کہ کسی کو مردودیت سے محفوظ رکھ سکے چنانچہ شیطان نے لاکھوں

برس عبادت کی لیکن وہ اسکو مردودیت سے نہ روک سکی۔ یہی معنی ہے اس شعر کے۔

⑥ فرمایا کہ صحبت نیک کے متعلق یہ قطعہ مجھے بہت پسند ہے اس کو اکثر پڑھا کرتا ہوں

گلے خوشبوئے در حمام روزے   رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری   کہ از بوئے دلاویزِ تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم   ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہم نشین در من اثر کرد   وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ایک روز خوشبودار مٹی کی ٹکیا، ایک محبوب کے ہاتھوں میرے ہاتھ میں آئی میں نے اس سے کہا تو مشک ہے یا عبیر ہے، کہ تیری دل موہ لینے والی خوشبو سے میں مست ہوں۔ اس نے کہا میں معمولی مٹی تھی، لیکن ایک مدت تک پھول کے ساتھ بیٹھی ہم نشین کے جمال نے میرے اندر اثر ڈالا، ورنہ میں تو اب بھی وہی مٹی ہوں جو تھی۔

⑦ فرمایا کہ دیکھئے ہیں انہیں تجربوں کی بنا پر کبھی کسی کو دنیوی امور میں رائے نہیں دیا کرتا۔ رائے کی حقیقت تو ہے محض کوئی نیک بات سوجھا دینی اور لوگ اسکو اپنے مقاصد کے حصول کا آلہ بناتے ہیں افسوس طبیعتیں کیسی بھدّی ہو گئیں ذرا لطافت باقی نہیں رہی بس اغراض نے ادراک اور حس کو بالکل برباد کر دیا ہے

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد   صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

جہاں غرض آتی ہے ہنر چھپ جاتا ہے، دل کی طرف سے سو پردے آنکھ پر آجاتے ہیں

⑧ ارشاد فرمایا کہ بھائی اکبر علی کی اولاد کے رشتہ کی بابت میرے پاس

خطوط آتے کیونکہ میں گھر میں بڑا ہوں لیکن میں نے صاف لکھ دیا کہ

ما ہیچ نداریم غمِ ہیچ نداریم   دستار نداریم و غمِ پیچ نداریم

ہم کچھ نہیں رکھتے ہیں اسلئے کسی چیز کا غم بھی نہیں رکھتے ،

پگڑی نہیں رکھتے اسلئے (پگڑی کے) پیچ کا فکر بھی نہیں رکھتے ۔

(۹) فرمایا کہ جس کام کا میں ہوں اس کام کی باتیں مجھ سے پوچھی جاتیں کیونکہ اس سے مجھے دل چسپی ہے دنیاوی امور میں بحمد للہ مجھے دل چسپی بھی تو نہیں اور جس کام میں دل چسپی نہ ہو وہ اس سے ہو بھی تو نہیں سکتا ۔

ما قصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم   از ما جز حکایتِ مہر و وفا مپرس

ہم نے سکندر اور دارا کا قصہ نہیں پڑھا ہے

ہم سے محبت اور وفا کی حکایت کے علاوہ اور کچھ نہ پوچھئے

(۱۰) فرمایا دیکھئے لوگ مجھ کو خواہ مخواہ وہمی کہتے ہیں گو گذشتہ واقعات نہ یاد ہیں لیکن انکا اثر تو قلب پر رہتا ہے اب دیکھئے اگر میں بلا پوچھے کچھ لے لیتا اور بعد کو معلوم ہوتا تو طبیعت کو کسقدر ناگوار ہوتا اور اسکی زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوتی ۔ وہ تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ قلب میں پیشتر ہی نفرت پیدا ہو گئی تھی ورنہ انہوں نے اپنی طرف سے کیا کسر رکھی تھی پھر یہ شعر فرمایا

قتلِ این خستہ بہ شمشیرِ تو تقدیر نبود   ورنہ ہیچ از دمِ شمشیرِ تو تقصیر نبود

اس خستہ حال کا قتل آپ کی تلوار سے مقدر نہیں تھا ۔

ورنہ آپکی تلوار کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی

(۱۱) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر وساوس

دفع نہ ہوں تو انکو بھی مرآۃِ جمالِ خداوندی بنالیوے اور سوچے کہ اللہ اکبر حق تعالیٰ نے قلب کو بھی کیسا بنایا ہے کہ کتنا ہی روکا جائے مگر وساوس سے رکتا ہی نہیں۔ کیا شان ہے۔ غرض ہر چیز کو مظہرِ ذات وصفات حق تعالیٰ کا تصور کرے

ہر کہ بینم در جہاں غیرے تو نیست   یا توئی یا خوئی تو یا بوئے تو
جہاں کہیں دیکھتا ہوں دنیا میں تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے ،
یا تو ہے یا تیری خو ہے یا تیری بو ہے ۔

(۱۲) فرمایا کہ ذکر کے وقت ثمرات کا منتظر نہ رہے نہ کوئی کیفیت یا حالت اپنے لئے ذہن میں یا حق تعالیٰ کے سامنے تجویز کرے اپنی تجویز کو مطلق دخل نہ دے سب احوال کو حق تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ جو بہتر ہوگا وہ خود عطا فرمائینگے۔

کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند ۔
آقا خود اپنے غلاموں کی پرورش کا طریقہ   جانتا ہے

(۱۳) فرمایا کہ اگر ثمرات کی بھی تمنا ہو تب بھی ثمرات پر نظر نہ کرنا چاہئے کیونکہ ثمرات حاصل ہوتے ہیں یکسوئی سے۔ اور جب ثمرات کے وارد کی جانب متوجہ رہا تو یکسوئی کہاں رہی۔ پھر فرمایا کہ ذہین آدمی کو کیفیات وغیرہ نہیں ہوتیں۔ کیونکہ اسکا ذہن ہمیشہ چلتا رہتا ہے اسکو یکسوئی ہوتی ہی نہیں اور بلا یکسوئی کے کوئی کیفیت ہو نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے عاقل شخص کو کیفیات بہت کم ہوتی ہیں برخلاف اسکے جن میں عقل کا مادہ کم ہوتا ہے انکو کشف وغیرہ کیفیات بہت ہوتی ہیں فلاں ملک والوں میں چونکہ ذکاوت کم ہوتی ہے اسلئے انکو آثار سے

بہت مناسبت ہوتی ہے اسلئے مولانا فرماتے ہیں

آزمودم عقلِ دور اندیش را — بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

اپنی دور اندیش عقل کو آزما چکا ہوں، اسکے بعد سے اپنے آپکو دیوانہ بنا لینا ہوں۔

(۱۴) ملفوظ ع۹۲ طویل ہے اسمیں ایک مولوی صاحب سے گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا۔

یا مکن با پیل بانان دوستی — یا بنا کن خانہ بر اندازِ پیل

یا تو ہاتھی والوں کے ساتھ دوستی مت کر، یا پھر ہاتھی کے حساب سے مکان تعمیر کر۔

یہ سب ناز تو اسی کے ساتھ ہیں جو پیر بنانا چاہے، ورنہ پھر کوئی میرے اخلاق دیکھے۔

(۱۵) فرمایا کہ لوگ بے طریقہ آنا چاہتے ہیں۔ ابواب سے آنا چاہئے اور لوگ ظہور سے آنا چاہتے ہیں مولانا فرماتے ہیں

ادخلوا لابیات من ابوابہا — اطلبوا الارزاق من اسبابہا۔

گھروں میں انکے دروازں سے داخل ہوؤ، روزی اسکے اسباب سے تلاش کرو۔

پھر مولانا کی تعریف فرمائی کہ عربی میں بھی نظم کس قدر صاف فرماتے ہیں

(۱۶) حضرت حکیم الامت صرف بے تکلف ملتے جلنے والوں سے ہدیہ قبول فرماتے تھے پھر اس میں بھی زیادہ مقدار کا ہدیہ ناپسند فرماتے اسی سلسلہ میں ہنسکر فرمایا کہ تھوڑا تھوڑا دینے میں پیر کی دنیا کا بھی نفع ہے کیونکہ تھوڑا تھوڑا کر کے بہت جمع ہوتا ہے

چرا نستانی از ہر یک جو سیم — کہ گرد آید ترا ہر روز گنجے

کیوں نہ ہر ایک سے ایک جو برابر چاندی حاصل کرتے ہو تاکہ روزانہ تمہیں ایک خزانہ مل جائے۔

(١٧) ہدیہ رد کرنے کے سلسلہ میں۔ ہدیہ رد کرتا ہوں تو گو وجہ کے ساتھ ہو لیکن بہت ڈرتا ہوں۔ آگے ارشاد فرمایا کہ خدا ہی محفوظ رکھے تو انسان محفوظ رہ سکتا ہے ورنہ ہمارا ہر قول، فعل، حال، قال سب ہی پر از خطر ہے کوئی حالت خطرہ سے خالی نہیں مجھے تو اب وہ شعر اکثر یاد آیا کرتا ہے جو کبھی بچپن میں پڑھا تھا.

من نگویم کہ طاعتم بپذیر قلم عفو بر گناہم کش
میں نہیں کہتا کہ میری عبادت قبول کیجئے ،
(میری درخواست تو یہ ہے کہ) میرے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دیجئے

(١٨) ایک صاحب کہیں ملازم تھے وہاں ان سے کسی سے بنتی نہ تھی وہ شکایت کر رہے تھے۔ فرمایا برتاؤ وہ چیز ہے کہ دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ میاں نکاح کر لو سب جوش نکل جائیگا۔ اور اگر وہ بھی تیز ہوئی تو پھر تمہیں باہر ہی کے لوگ غنیمت معلوم ہونے لگیں۔ وہ تمہارا پورا پورا علاج کر دے میاں.

چہ تواں کرد مردماں ایں اند یا ہمیں مردماں بباید ساخت
کیا کیا جاتے لوگ یہی ہیں ، انہیں لوگوں کے ساتھ نباہ کرنا چاہیئے

(١٩) ایک مرتبہ حضرت رح کی ناک میں سخت تکلیف ہو گئی۔ اس سلسلہ میں فرمایا کہ۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ پریشانی بالکل بھی نہیں اگر پریشانی دیدیتے تو کیسی تکلیف ہوتی یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے

درد از یارست و درماں نیز ہم
درد دوست کی طرف سے آیا ہے اور علاج بھی

یہ سکون ہی درماں ہے بلکہ درماں سے بھی بڑھ کر۔ پھر دوسرا مصرعہ پڑھا

دل فدائے اوشد وجاں نیز ہم
دل اسپر قربان ہوگیا اور جان بھی ۔

(۲۰) ملفوظ ۱۲۳ بھی اسی مرض کے سلسلہ میں ہے حضرت نے شعر پڑھے

درد از یارست و درماں نیز ہم   دل فدائے اوشد وجان نیز ہم
آنچہ می گویند آں بہر ز حسن   یارِ ما ایں دارد و آں نیز ہم

درد دوست کی طرف سے آیا ہے اور علاج بھی، دل اسپر قربان ہوگیا اور جان بھی ۔ کچھ لوگ کہتے ہیں وہ اس سے بھی اچھا ہے، ہمارا دوست یہ اور وہ سب (خوبیاں) رکھتا ہے

اور فرمایا کہ حضرت عارف شیرازیؒ کے کلام میں حظ اور اثر بہت ہے کیونکہ انکا کلام عاشقانہ ہوتا ہے اور سعدی کا کلام حکیمانہ ہوتا ہے اسمیں علوم اور مسائل بہت ہوتے ہیں ۔

(۲۱) فرمایا کہ حضرت مولانا فتح محمد صاحب بھی بہت ہی بے نفس اور بے حد متواضع تھے ۔ ایک نائب تحصیل دار جنکا مقام دورہ کا جلال آباد میں تھا مولانا سے ملنے آئے ۔ مولانا کہیں سفر میں تشریف لے گئے تھے ۔ نائب تحصیل دار ایک جوان اور لاابالی آدمی تھے وہ ایک پرچہ پر یہ شعر لکھ کر ایک طالبِ علم کو دے گئے کہ مولانا کو دیدیں ۔

چوں غریب مستمندے بہ درت رسیدہ باشد ،
چہ قدر طپیدہ باشد چوں ترانہ دیدہ باشد .

جب غریب حاجت مند تیرے دروازے پر پہنچا ہوگا
جب تجھے نہ دیکھا ہوگا تو کس قدر پریشان ہوا ہوگا ۔

مولانا جب سفر سے لوٹے تو آتے ہی طالب علم نے وہ پرچہ دیدیا۔ دیکھتے ہی بدوں گھر گئے سیدھے جلال آباد پہنچے اور فرمایا کہ بیچاروں کو میرے نہ ملنے کی وجہ سے بڑی حسرت ہوئی الخ.

(۲۲) ملفوظ ع۱۳۹ طویل ہے۔ اس میں ایک جگہ فرمایا کہ مصنفین میں یہ عام مرض ہے کہ تنقیصِ انبیاء سے پاک نہیں کرتے یہی معاملہ معجزات کے مضمون میں بھی کرتے ہیں ایک شعر کسی نے کہا ہے.

موسیٰ زہوش رفت بہ یک پرتوِ صفات   تو عینِ ذات می نگری در تبسمے
صفات کی ایک پرچھائی سے موسیٰ ؑ ہوش کھو بیٹھے
تو مسکراتے ہوئے عین ذات کا مشاہدہ کرتا ہے

یہ شاعر صاحب حضور   کے ساتھ گئے تھے جو ان کو معلوم ہو گیا کہ حضور نے ذات ہی کا مشاہدہ کیا تھا !

(۲۳) ملفوظ ع۱۴۱ میں فرمایا کہ اہلِ بدعت کو تنقیصِ انبیاء کے وقت یہ خیال نہیں آتا اور انبیاء بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہی ہیں خصوصاً حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں تو بہت گستاخانہ کلمات کہتے ہیں.

بر آسمانِ چہارم مسیح بیمار است   تبسمِ تو برائے علاج در کار است

چوتھے آسمان پر حضرت عیسیٰ ؑ بیمار ہے، علاج کے لئے آپکی مسکراہٹ درکار ہے اور غضب کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک بھی پہنچتے ہیں، یہاں ایک شعر بطور نقل پڑھا۔

طوافِ کعبہ مشتاقِ زیارت کو بہانہ ہے   کوئی ڈھب چاہیئے آخر رقیبوں کی خوشامد کا۔
نعوذ باللہ۔

(۲۴) کسی جماعت کے کسی عیب کا ذکر تھا فرمایا۔

علّتِ ابلیس انا خیر بدست   ایں مرض در نفسِ ہر مخلوق ہست

شیطان کا مرض انا خیر (میں اچھا ہوں) برا ہے،
یہ مرض ہر مخلوق کے اندر ہے۔

(۲۵) دورانِ درسِ مثنوی شریف میں قرمایا کہ یہ اشعار قابل وظیفہ بنانے کے ہیں۔

یا غیاثی عند کلِ کربۃٍ   یا معاذی عند کلِ شدۃٍ
یا مجیبی عند کلِ دعوۃٍ   یا ملاذی عند کلِ محنۃٍ

اے میرے مددگار ہر تکلیف میں   اے میری جائے پناہ ہر شدت میں
اے میرے ہر پکار کو قبول کرنے والے   اے میری پناہ گاہ ہر مصیبت میں

(۲۶) حضرت فرماتے تھے کہ عورتوں اور مریضوں سے (بیعت کا) انکار نہیں کرتا کیونکہ یہ دونوں امتحان لینے کے قابل نہیں ہیں پھر یہ شعر فرمایا۔

طالباں را کہ طلب باشد و قوت نبود   گر تو بیداد کنی شرطِ مروت نہ بود

جن طالبوں میں طلب ہے لیکن قوت نہیں ہے، اگر آپ ظلم کریں تو یہ مروت نہیں ہے

(۲۷) ملفوظ ۱۶۵ میں مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی رح کا واقعہ نقل فرمایا ایک صاحبِ کشف بزرگ کس طرح انکے دل میں جو شبہات پیدا ہو رہے تھے اسکا جواب دیتے جاتے تھے اس واقعہ پر شعر فرمایا۔

پیشِ اہلِ دل نگہدارید دل   تا نہ باشید از گمانِ بد خجل

اہل دل کے سامنے دل کی (برے خیالات و وساوس سے) حفاظت کرو

تاکہ بدگمانی کی وجہ سے شرمندہ نہ ہونا پڑے ۔

(٢٨) فرمایا کہ ایک ہی حالت میں طبیعت اکتا جاتی ہے۔ کامل کی بھی اکتا جاتی ہے۔ کبھی کبھی ہنس بول لیں تو طبیعت تازہ ہو جاتی ہے۔ نشاط ہو جاتا ہے تجدیدِ نشاط کی مصلحت کے لئے ابو الوقت تو خود دوسری طرف مشغول ہو جاتا ہے ابن الوقت چونکہ مغلوب الحال ہوتا ہے اسلئے وہ خود تو جس حال میں ہے اس سے نکلتا نہیں لیکن خود اللہ تعالیٰ اسکے اوپر کوئی حالت قبض کی طاری فرما دیتے ہیں تاکہ غیبت ہونے کے بعد پھر حضور کی لذت محسوس ہو۔ اسی کو حضرت حافظ رہ فرماتے ہیں ۔

از دستِ ہجرِ یار شکایت نمی کنم   گر نیست غیبتے نہ دہد لذّتے حضور

محبوب کی جدائی اور فراق کی شکایت نہیں کرتا
اسلئے کہ اگر غیبت (جدائی) نہ ہو تو حضور (وصال) میں لذت نہیں آتی ۔

اسی کو مولانا فرماتے ہیں ۔

چونکہ قبض آمد تو در وے بسط بیں   تازہ باش وچیں میفگن برجبیں
چونکہ قبضے آیدت اے راہ رو   آں صلاحِ تست آئیس دل مشو

جب قبض کی کیفیت پیدا ہو تو اسمیں بسط کی امید رکھ
خوش رہ اور پیشانی پر بل نہ ڈال
اے سلوک کی راہ چلنے والے جب تجھ پر قبض آئے
اسمیں تیری بھلائی ہے مایوس دل نہ ہو

(٢٩) فرمایا کہ ایک مشہور قول ہے ۔

اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند   روز و شب در زق زق و در بق بق اند

کافر لوگ حقیقی دنیادار ہیں جو رات دن زق زق اور بق بق میں مبتلا رہتے ہیں۔

ہمارے مولانا یعقوب صاحب فرماتے تھے کہ اسکا مطلب یہ نہیں کہ اہل دنیا کو کافر کہا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کافرانِ مطلق کو اہلِ دنیا کہا ہے۔ یعنی پورے اہلِ دنیا وہی ہیں جو بالکل کافر ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اہلِ دنیا خبر اور کافران مطلق مبتدا ہے نہ کہ عکس۔

(۳۰) حضرت رحمۃ اللہ کے بھائی اکبر علی صاحب نے مکان بنوایا۔ اسمیں حضرت حاجی صاحب کا مکان بھی تھا۔ حاجی صاحب کا مکان بالکل اسی طرح نقشہ میں باقی رہا اسپر فرمایا۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد   چراغِ مقبلاں ہرگز نہ میرد

اگر سارے عالم پر آندھی مسلط ہو جائے تب بھی اللہ والوں کا چراغ بجھتا نہیں ہے

(۳۱) فرمایا کہ صحت وحیات کی بڑی حفاظت رکھنی چاہیئے۔ یہ وہ چیز ہے کہ پھر کہاں میسر۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

بدہ ساقی مئے باقی کہ در جنت نخواہی یافت   کنار آبِ رکنا باد و گلگشتِ مصلی را۔

اے ساقی باقی شراب بھی لا اسلئے کہ جنت میں تو نہ پا سکیگا
رکنا باد کی نہر کا کنارہ اور مصلی کی سیرگاہ

میں نے اسکی توجیہ کی ہے کہ اعمال جن سے درجات بڑھتے ہیں جنت میں کہاں میسر ہونگے یہ اس زندگی میں ہو سکتے ہیں آگے فرمایا کہ واقعی زندگی بڑی قدر کی چیز ہے۔

عمرِ عزیز لائقِ سوز و گداز نیست   ایں رشتہ کہ مسوز کہ چندیں دراز نیست

عمر عزیز سوز و گداز کے لائق نہیں، اس رسی کو مت جلا کہ یہ زیادہ لمبی نہیں ہے۔

(۳۲) فرمایا حضرت حاجی صاحب سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جاوے۔ فرمایا کہ بھائی تمہارے بڑے حوصلے ہیں۔ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد شریف کی زیارت کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ بعض صحابہ کی عمر بھر گذر گئی آنکھ بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھا ان سے حلیہ شریف پوچھا گیا تو کہا کہ ہم نے عمر بھر بھی آنکھ بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندہم   گوش را نیز حدیثِ تو شنیدن نہ دہم

مجھے اپنی آنکھ پر بھی غیرت آتی ہے،

اسلئے تیرا چہرہ اسکو دیکھنے نہیں دیتا اور کان کو تیری بات سننے نہیں دیتا۔

اگر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زیارت کسی کو کروا دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت ہے ورنہ ہم اس قایل کہاں۔

خوذ بخود آں شہ ابرار بہ بر می آید   نہ بزور و نہ بزاری نہ بزر می آید۔

وہ شہ ابرار خوذ بخود تشریف لاتے ہیں زور و قوت اور رونے دھونے اور پیسہ سے نہیں آتے

پھر فرمایا کہ اسکا   مصرعہ اول تو یہ تھا

خوذ بخود آں بُت عیّار بر می آید   (وہ چالاک دوست خود ہی آتا ہے)

لیکن بُتِ عیار کہتے کی شریعت سے اجازت نہیں گستاخی ہے اسلئے میں نے شہ ابرار کر دیا اسی طرح بہت سے اشعار میں میں نے تصرف کئے ہیں۔ مثلاً۔

فارغ از دغدغہ جیب وگریبان کردی   اے جنون گرد تو گردم کہ چہ احسان کردی
دامن وگریبان کی فکر سے تو نے آزاد کر دیا
اے جنون تیرے آس پاس چکر کاٹوں کہ تو نے بڑا احسان کیا

اسمیں جیب وگریبان کے بجائے گبر و مسلمان تھا۔

(۳۳) فرمایا کہ توکل شاہ صاحب مولانا رفیع الدین صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند سے فرماتے تھے کہ مولوی جی جب ذکر اللہ کرتا ہوں تو اللہ کی قسم منہ میٹھا ہو جاوے ہے، سچ مچ میٹھا ہو جاوے ہے جیسے مٹھائی کھا کر پھر فرمایا۔

اللہ اللہ ایں چہ شیرین ست نام   شیر وشکر می شود جانم تمام
اللہ اللہ یہ کیسا میٹھا نام ہے (کہ اسکے بولنے سے) میری پوری جان شیر وشکر ہو جاتی ہے

(۳۴) ملفوظ ۲۶۱ میں پردہ کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ذکر کیا گیا کہ آیت حجاب تو ازواج مطہرات کے بارے میں ہے اسپر نہایت افسوس کے لہجہ میں شعر پڑھا۔

اے بہ سرا پردۂ یثرب بخواب   خیز کہ شد مشرق ومغرب خراب
اے وہ ذات اقدس جو مدینہ منورہ میں محوِ خواب ہے
اٹھ کہ مشرق ومغرب (پورا عالم) خراب ہو چکا ہے۔

(۳۵) ملفوظ ۲۷۱ میں مسجد میں نقش ونگار کے سلسلہ میں گفتگو فرمائی ہے آخری حصہ میں فرمایا ہے کہ بس عبدیت محضہ خالصہ ہونی چاہیئے مبتدیوں کو مواجید واحوال سے بہت رغبت ہوتی ہے محققین کو ان سے نفرت ہوتی ہے لیکن یہ خود ایک حال ہے بیان کرنے سے تھوڑا ہی سمجھ میں

آسکتا ہے بلا پیلیش آئے یہ سمجھ میں نہیں آسکتا پھر فرمایا مولانا فرماتے ہیں۔

دل کہ اوبستہ غم وخندیدن ست   تو بگو کے لائقِ آن دیدن ست

جو دل کہ وہ غم کا جکڑا ہوا یا خوشی کا مارا ہوا ہے،

تو بتلا کہ وہ اسکے دیدار کے قابل کہاں ہے

عاشقی[عہ] زیں ہر دو حالت برترست   ایں نہ آں عشق ست کہ خشک وترست

㊱ ملفوظ ع ۲۸۱ کے آخر میں فرمایا کہ لوگ اپنے اپنے مذاق کے مطابق مجھ کو سمجھتے ہیں اور میرے اصلی مذاق کا کسی کو پتہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تو اکثر اپنی حالت پر یہ شعر پڑھتا ہوں

ہر کسے از ظنِّ خود شد یارِ من   وز درونِ من نجست اسرارِ من

ہر آدمی اپنے اپنے خیال وگمان کے مطابق میرا دوست بنا ہوا ہے،

اور میرے اندر میرے حالات واسرار کیا ہیں وہ کسی نے معلوم نہیں کیے۔

㊲ ایک وکیل صاحب کے صاحب زادہ سے مزاحاً حضرت پوچھ رہے تھے کہ وکیل ہونا چاہتے ہو عالم ہونا چاہتے ہو سب کے جواب میں وہ نہیں کر دیتا تھا پھر پوچھا کہ پھر اور کیا ہونا چاہتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ۔ آدمی۔ بہت خوش ہوئے کہ ہاں بھئی ٹھیک تو ہے

زاہد شدی وشیخ شدی ودانشمند   ایں جملہ شدی ولیکن انسان نہ شدی

بزرگ بن گئے، شیخ بن گئے عقلمند بن گئے، یہ سب کچھ بن گئے لیکن آدمی نہیں بنے۔

㊳ فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کی عبادات بھی حق تعالیٰ کی عظمت وجلال کے درجہ تک نہیں ہوتیں گو وہ خود نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہیں پھر یہ شعر پڑھا۔

[عہ] : عشق (حقیقی) ان دونوں حالتوں سے بالاتر ہے، یہ وہ عشق نہیں ہے جو کہ خشک وتر (مخلوق) پر ہے۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرود گرچہ بس عالیست پیش خاک تود

عرش کے مقابلہ میں آسمان نیچا ہے اگرچہ مٹی کے تودے کے مقابلہ بہت اونچا ہے یعنی آسمان گو تودۂ خاک کے مقابلہ میں تو نہایت رفیع ہے لیکن عرش کے سامنے تو اسکی کچھ بھی حقیقت نہیں۔

(۳۹) ایک شخص نے ایک مرتبہ عدم انضباط اوقات کی شکایت لکھی تو تحریر فرمایا کہ میں حالت موجودہ ہی میں آپ کو کامیابی کی بشارت دیتا ہوں انشاء اللہ آپ ہرگز محروم نہ رہیں گے۔ میرے اس قول کی دلیل

اندرین رہ می تراش و می خراش تا دمِ آخر دمے فارغ مباش
تا دمِ آخر دمِ اخر بود کہ عنایت با تو صاحب سر بود
کوئے نومیدی مرو کامید ہاست سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

اس راہ (سلوک) میں ہر وقت تراش و خراش میں رہو،
آخری وقت تک ایک گھڑی بھی فارغ ہو کر مت بیٹھو
موت تک ایک گھڑی تو ایسی ہوتی ہے کہ،
تیری طرف اسکی عنایت و توجہ ہوتی ہے
نا امیدی کے کوچہ میں نہ جاؤ کہ بے شمار امیدیں ہیں،
اندھیرے کی طرف نہ جاؤ کہ بے شمار سورج موجود ہیں

(۴۰) خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ترکِ ملازمت کے لئے بہت مرتبہ عرض کیا لیکن کبھی مشورہ نہیں دیا بلکہ اکثر یہ شعر فرما دیا

چونکہ بر میخت بہ بندو بستہ باش چوں کشاید چابک و برجستہ باش

جب وہ تمہیں باندھ دے تو بندھ جاؤ اور جب کھولدے تو ہوشیار ہو جاؤ اور حرکت میں آجاؤ۔

ایک مرتبہ ایک عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا آپکا خط آیا حرفاً حرفاً پڑھا بہت لذت آئی پس لکھنے والے کو لکھتے وقت کیا کچھ لذت آئی ہوگی

ساقی تیری مستی سے کیا حال ہوا ہوگا جب تو نے یہ مے ظالم شیشہ میں بھری ہوگی۔

آگے فرمایا کہ آپ بے کار فکروں میں نہ پڑیئے۔

من غمِ تو میخورم تو غم مخور   بر تو من مشفق ترم از صد پدر

میں آپکا غم کھا رہا ہوں اسلئے آپ غم نہ کیجئے میں آپ پر سو باپ سے زیادہ مہربان ہوں۔

(۴۱) ملفوظ ۳۴۷ میں فرمایا کہ شیخ یحیٰ منیری نے ایک شناخت لکھی ہے کہ یہ دیکھے کہ جس وقت اس نور کا انکشاف ہوا ہے اس پر نیستی غالب ہے یا ہستی اگر ہستی غالب ہے تو سمجھے یہ نور روح ہے اور اگر فنا غالب ہے تو سمجھے کہ نور حق ہے نور حق کا خاصہ ہے کہ غیر حق کو فنا کر دیتا ہے

چوں سلطانِ عزت علم برکشد   جہاں سر بہ جیبِ عدم درکشد

جب وہ قوت و عزت کا مالک علم بلند کرتا ہے تو جہاں عدم کے پردے مین چلا جاتا ہے۔

(۴۲) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ رات بھر روتے ہوئے اور اس شعر کو پڑھتے ہوئے گذار دیتے تھے۔

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن   گر بدم ہم سرِّ من پیدا مکن

اے اللہ! اپنے اس بندے کو رسوا نہ کیجئے، اگر میں برا ہوں تو کوئی میرا ہمراز پیدا نہ کیجئے۔

(۴۳) ملفوظ ۳۶۸ میں ذکر فرمایا کہ خدمت لینے کی عادت ہی نہیں بس وہ عادت ہے کہ

نہ بر اشتر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم، نہ خداوندِ رعیت نہ غلام شہریارم

نہ اونٹ پر سوار ہوں اور نہ اونٹ کی طرح بوجھ کے نیچے ہوں۔

نہ کسی رعیت کا بادشاہ ہوں اور نہ کسی بادشاہ کا غلام ہوں۔

(۴۴) فرمایا کہ سمجھ لو کہ بے نفسی کے یہ معنیٰ نہیں کہ ذلیل ہوں حضرت جنید رہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ کچھ کام ہے ایک درویش کو میرے ساتھ کر دیجئے حضرت نے خانقاہ میں سے ایک درویش سے کہا کہ ہم لوگ اسی واسطے ہیں کہ مخلوق کی خدمت کریں۔

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست　　بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

طریقت مخلوق کی خدمت کے علاوہ کچھ نہیں ہے، تسبیح اور مصلی اور گدڑی کا نام نہیں ہے

بھائی جاؤ مسلمان بھائی کا کام کر آؤ وہ سمجھے کہ اسکا کوئی کام ہو گا تھوڑی دیر بعد وہ شخص لوٹا۔ درویش کے سر پر خوان تھا خانقاہ والوں کے لئے کھانا لایا تھا۔ اسی واسطے یہاں سے آدمی لے گیا تھا۔ حضرت جنید مارے غصہ کے سرخ ہو گئے فرمایا کیوں صاحب کیا یہی قدر ہے اللہ اللہ کرنے والوں کی انہیں کے لئے تو کھانا اور اُنہیں کے سر پر رکھوا کر لائے اسی وقت وہ کھانا واپس کر دیا کہ ایسے کھانے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ الخ

(۴۵) مثنوی شریف میں ایک حکیم شخص کا قصہ آیا جو باوجود عقل و فہم کے یہاں تک غریب تھا کہ پیادہ سفر کر رہا تھا فرمایا حقیقت میں۔

بناداں آنچناں روزی رساند　　کہ دانا اندراں حیران بماند

بے وقوف و کم عقل کو اسطرح روزی پہنچاتا ہے، کہ عقلمند اسمیں حیرت میں پڑ جاتا ہے

پھر ایک عربی شعر پڑھا ۔

کم عاقل عاقلٍ اعییت مذاھبہ   وجاھل جاھل تلقاہ مرزوقا

بہت سے عقلمند ایسے ہیں کہ انکے روزی کے راستے دشوار گذار ہیں
اور بہت سے جاہلوں کو آپ روزی میں کشادہ دیکھیں گے

(۴۶) فرمایا کہ نقشبندیہ نے علوم بہت ظاہر کئے ہیں چشتیہ کے یہاں علوم و لُوم نہیں ہیں سوائے رونے، چیخنے، مرنے، کھپنے، جلنے، گھلنے کے بس یہاں ۔ سوز و گداز، شورش و مستی اور عشق ہی سے کام ہے میں کہتا ہوں یہی جڑ ہے تمام علوم کی انکا تو مشرب ہے

افروختن و سوختن و جامہ دریدن   پروانہ زمن شمع زمن، گل زمن آموخت
جلنا اور جلانا، اور کپڑا پھاڑنا   پروانے اور شمع اور گل نے مجھ سے سیکھا ۔

(۴۷) فرمایا مجھے قرض لینا دینا دونوں ناپسند ہیں حضرت ملا جامی فرماتے ہیں

مدہ شاں قرض مستاں نیم حبہ   فان القرض مقراض المحبۃ

قرض چاہے آدھا دانہ (پیسہ) ہو نہ دیجئے نہ لیجئے، اسلئے کہ قرض محبت کو کاٹنے والی چیز ہے

(۴۸) فرمایا کہ لوگوں کو مقتدی بننے کا بڑا شوق ہے مولانا فرماتے ہیں ۔

خویش را رنجور ساز و زار زار   تا ترا بیروں کند از اشتہار
اشتہارِ خلق بندِ محکم ست   بند ایں از بندِ آہن کے کم ست

اپنے آپکو غمگین اور پریشان حال رکھو تا کہ شہرت سے دور رکھیں ۔

لوگوں میں شہرت ہونا ایک مضبوط بندھن ہے، یہ بیڑی، لوہے کی بیڑی سے کیا کم ہے ؟

مجھے تو اس مقام کا ایک شعر بہت پسند آیا ہے اسی کے آگے پیچھے فرماتے ہیں ۔

چشمہاؤ خشمہاؤ رشکہا   بر سرت ریزد چو آب از مشکہا۔

لوگوں کی نگاہیں اور، ان کے غصّے اور انکے حسد،

تمہارے سر پر ایسی مصیبتیں برسائینگی جیسے مشکیزوں سے پانی۔

㊾ فرمایا کہ۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند   گر نہ بینی نورِ حق برما بخند

آنکھ بند کرو، کان بند رکھو اور ہونٹ بھی بند رکھو

اسکے بعد بھی اگر نور حق نظر نہ آئے تو ہم پر ہنسنا۔

کھلی ہوئی بات ہے جب چاہو تجربہ کرلو، ملنا جلنا کم کرلو۔ ادھر ادھر فضول دیکھنا بھالنا بند کردو۔ معاصی سے اجتناب کرو۔ اس سے خود بخود فہم و عقل میں نورانیت پیدا ہوگی، جو لوگ بک بک بہت کرتے ہیں انکا فہم اور عقل برباد ہو جاتی ہے معاصی سے ادھر ادھر دیکھنے بھالنے سے حواس منتشر ہو کر عقل خراب ہو جاتی ہے مشاہدہ کی بات ہے۔

㊿ مثنوی شریف کے ایک شعر کی شرح میں فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ صاف دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

شہوتِ دنیا مثالِ گلخن ست   کہ ازو حمامِ تقوی روشن ست

دنیا کی شہوت کی مثال کوڑے کرکٹ کی طرح ہے کہ اس سے تقوی کا حمام گرم رہتا ہے۔

(51) فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے یہاں اسکا بہت اہتمام تھا کہ جمعیت ہو اس لفظ کو بہت فرمایا کرتے تھے کہ جمعیت بڑی چیز ہے پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

احفظ منیک ان یصب فانہٗ   ماء الحیاۃ یصب فی الارحام

اپنے مادۂ منویہ کی حفاظت کرا سلئے کہ وہ آبِ زندگی ہے جو رحم عورت میں ڈالا جاتا ہے ۔

(۵۲) کوئی صاحب اسعد افندی نامی مولانا رومی کے سلسلہ کے مثنوی کے درس میں حاضر تھے ۔ حضرت اردو میں تقریر فرما رہے تھے وہ شیخ بیٹھے محظوظ ہو رہے تھے مولوی نیاز احمد نے عرض کیا کہ اگر یہ اردو سمجھتے ہوتے تو بہت حظ آتا فرمایا کہ اس حظ کے لئے اس زبان کی ضرورت نہیں اور برجستہ یہ اشعار پڑھے ۔

پارسی گو گرچہ تازی خوش ترست   عشق را خود صد زبان دیگرست

عشق آن دلبر چو پران میشود   این زبان ہا جملہ حیران میشود

فارسی میں بات کرتے رہو اگرچہ عربی اس سے اچھی ہے، عشق کی خود اپنی دوسری سو زبانیں ہیں اس محبوب کا عشق جب اڑنے لگتا ہے ، یہ تمام زبانیں حیرت میں پڑجاتی ہیں

(۵۳) فرمایا کہ لوگ غضب کرتے ہیں خدا کو ایسا سمجھتے ہیں جیسا پنشن یافتہ حاکم اسکو کچھ اختیار نہیں رہتا شیخ فرید الدین عطارؒ کتنے بڑے صوفی ہیں وہ فرماتے ہیں ۔

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس   زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

مصائب میں حق تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مدد نہ مانگ ،

اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی فریاد رسی کرنے والا نہیں ہے ۔

(۵۴) ضرورت شیخ کا ذکر مثنوی شریف میں آیا فرمایا کہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۔

گر روی صد سالہ در راہِ طلب   راہ بر نبود چہ حاصل زاں تعب

راہِ طلب میں اگر (بغیر شیخ) سو سال تک چلتے رہو

تب بھی راہ پوری نہ ہوگی تو اس مشقت سے کیا فائدہ ؟

(۵۵) مثنوی شریف میں یہ شعر آیا ہے۔

جز نیاز و جز تضرع راہ نیست
زیں تقلب ہر قلم آگاہ نیست

رونے اور گریہ وزاری کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے کہ (حالات اور قلب کے) الٹ پھیر سے ہر وقت آگاہی نہیں ہے۔

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب کا جب انتقال ہوا تو انکے چودہ آدمی گھر کے ان سے پیشتر چند ہفتوں کے اندر اندر مر چکے تھے بڑے صابر تھے کبھی نہ روئے نہ کوئی بے صبری کی بات منہ سے نکالی۔ ہاں ایک مرتبہ تنہائی میں بیٹھے ہوئے میں نے سنا کہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

جز بہ تسلیم و رضا کو چارۂ
در کف شیر نر خونخوارۂ

تسلیم و رضا کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہے، کہ معاملہ ایک خونخوار شیر کے ہاتھ میں ہے

(۵۶) مولانا محمد یعقوب صاحبؒ صاحب کشف تھے دیوبند میں وبا پھیلنے کا کشف ہو گیا تو لوگوں سے صدقہ نکالنے کو فرمایا اسپر کسی نے گستاخی کی اور کہا معلوم ہوتا ہے مدرسہ میں ضرورت ہوگی وغیرہ۔ کسی نے مولانا سے ذکر کر دیا غصہ میں آکر فرمایا یعقوب اور یعقوب کی اولاد اور سارا دیوبند۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ وبا آنے والی ہی تھی اسپر گستاخی کا وبال مزید ہو گیا واقعی سچ کہا ہے۔

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
تا دلے صاحبدلے نامد بہ درد

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
با دُرد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

کسی قوم کو اللہ تعالیٰ رسوا نہیں کرتا جبتک کہ کسی اللہ والے کے دل کو دکھاتے نہیں۔ اس بدلہ کے گھر (دنیا) میں ہم نے خوب تجربہ کیا اللہ والوں کے ساتھ جو الجھا وہ مارا گیا۔

(۵۷) ملفوظ ۵۲۴ میں ایک صاحب کا قصہ نقل فرمایا جنکو ایک گولی لگی تھی جب دوسری گولی لگی تو پہلی بھی باہر نکل گئی، اسپر فرمایا ۔

دردم نہفتہ یہ ز طبیبان مدعی یاشد کہ از خزانۂ غیبش دوا کنند

مدعی طبیبوں سے تو میرا درد پوشیدہ رہے یہی اچھا ہے ،
ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے اسکی دوا کرے ۔

(۵۸) ایک ملفوظ میں ذکر تھا کہ لوگ غلط اعتراضات کرتے رہتے ہیں مگر اسپر توجہ کی نوبت نہیں

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند آرے آرے می کنم یا خلق و عالم کار نیست .

لوگ کہتے ہیں کہ خسرو بُت کی پوجا کرتا ہے ،
جی ہاں کرتا ہوں مجھے لوگوں اور دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے .

عرض کیا کسی سے کوئی کچھ کہا کرے ۔

(۵۹) فرمایا کہ آجکل تو شرافت و ریاست کا وہ خلاصہ رہ گیا ہے جو میرے سب سے چھوٹے ماموں صاحب نے اس شعر میں دکھلایا ہے ۔

ہے شرافت تو کہاں بس شر و آفت ہے فقط ست ریاست سے گیا صرف ریا باقی ہے

(۶۰) ایک حکیم صاحب نے احوال باطنی لکھکر پیش کئے آخر میں پنسل سے لکھا کہ آپ کو اور دیگر حضرات کو لوگ بُرا بھلا کہتے ہیں اس سے بہت صدمہ ہوتا ہے وغیرہ حضرت نے انکو بہت تفصیل سے سمجھایا اور یہ بھی فرمایا کہ ایسوں سے وابستہ ہو جائے جنکو سب اچھا کہیں ۔ حضرت یہاں تو یہ حالت ہے

در کوئی نیک نامی مارا گذر نہ دادند گر نمی پسندی تغیر کن قضا را

نیک نامی کے کوچہ میں ہمیں جانے نہ دیا گیا ،
اگر تجھے یہ حالت ناپسند ہے تو نوشتہ تقدیر کو بدل ڈالو ۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوست میں مشغول ہو اسکو فرصت کہاں کہ دشمن کی طرف متوجہ ہو ۔

گر این مدعی دوست بشناختے بہ پیکارِ دشمن نہ پرداختے

اگر یہ (عشق کا) دعویدار (حقیقی معنی میں) دوست کو پہچانتا ہوتا ،
تو دشمن کے ساتھ لڑائی میں مشغول نہ ہوتا ۔

(۶۱) فرمایا کہ قلب کیا ہے سرائے ہے کوئی کسی کوٹھری میں نور حق ہوتا تو یہ خرافات کہیں قلب میں رہ سکتی تھیں ۔

عشق آں شعلہ ست کوچو برفروخت ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت ۔

عشق ایک ایسا شعلہ ہے کہ جب وہ بلند ہوتا ہے ،
تو معشوق کے علاوہ ہر چیز کو (دل میں سے) جلا دیتا ہے ۔

نور حق وہ چیز ہے کہ جب پھیلتا ہے ساری کوٹھریوں کو بھر دیتا ہے ۔

(۶۲) فرمایا کہ ہمیں جنید بغدادی سے کیا مطلب ہمیں تو حضرت حاجی صاحب چاہئیں سو واقعی ۔

دلا آرامے کہ داری دل درو بند دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

تو جس محبوب سے تعلق رکھتا ہے اپنے دل کو اسی میں لگا اور تمام دنیا سے آنکھیں بند کر لے ۔

(۶۳) فرمایا کہ اگر ہم پانچ ہی کی خدمت کی قدرت رکھتے ہیں لیکن نیت یہ ہے کہ اگر قدرت ہوتی تو سو کی خدمت کرتے تو ہمیں اتنا ہی ثواب ملیگا جتنا

سو کی خدمت کرنے میں ملتا بلکہ یہ تو اور بھی اچھا ہے کہ دماغ رہا ہلکا اور ثواب ملا پورا۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں اور طریقہ سے کہتے ہیں

سرِ جدا کرد از تنم یارے کہ با ما یار بود قصہ کوتہ کرد ورنہ دردِ سر بسیار بود

میرے بدن سے اس دوست نے سر جدا کر دیا جو ہمارا دوست تھا،

معاملہ نمٹا دیا ورنہ دردِ سر بہت تھا۔

(۶۴) حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں ایک شخص آئے اور عرض کیا کہ بہت روز سے بیمار ہوں سخت قلق ہے کہ حرم میں نماز نصیب نہیں ہوئی صحت کی دعا فرما دیجئے حضرت نے دعا کر دی انکے چلے جانے کے بعد فرمایا کہ عارف کو اس کا بھی رنج نہیں ہوتا کہ بیماری کیوجہ سے حرم میں نماز نصیب نہیں ہوئی کیونکہ مقصود تو رضا ہے اسکے مختلف طرق ہیں جیسا یہ طریق ہے کہ حرم میں جماعت سے نماز پڑھیں یہ بھی ایک طریق ہے کہ بیمار ہو جائیں اور بیماری پر صبر کریں الخ اور ایک مثال دیکر فرمایا۔

دست بوسی چوں رسید از دستِ شاہ پائے بوسی اندر آں دم شد گناہ

جب دست بوسی کا حکم بادشاہ ہی کی طرف سے پہنچے تو اسوقت پا بوسی گناہ قرار پائیگی۔

(۶۵) فرمایا کہ اگر حکیم صاحب یہاں کچھ روز رہیں تو انہیں اس فن میں تو میں فاضل بنا دوں یعنی فضول اور غیر فضول کی تمیز میں کیونکہ کھوئے ہیں۔ ایک دفعہ کی بات ذہن میں آتی نہیں

بہر چہ از دوست وامانی چہ زشت آں حرف وچہ زیبا
بہر چہ از یار دور افتی چہ زشت آں نقش وچہ زیبا

ہر چہ جز ذکر خدائے احسن ست   گر شکر خوار یست آں جاں کندن ست

جسکی وجہ سے تو دوست سے دُور رہے وہ بات کیا اچھی کیا بُری برابر ہے۔ جسکی وجہ سے تو دوست سے دور پڑے کیا بُرا وہ نقش اور کیا اچھا برابر ہے۔ جو کچھ کہ خدائے پاک کے ذکر کے سوا ہے، اگرچہ شکر کھانا ہے (تو وہ بھی) روح کو تکلیف دینا ہے۔

(۶۶) ایک موقعہ پر اس مضمون پر کہ کتابوں میں کیا رکھا ہے یہ شعر پڑھا ؎

صد کتاب وصد ورق در نار کن   سینہ را از نورِ حق گلزار کن

تمام کتابیں اور تمام اوراق آگ میں ڈالو، سینہ کو نورِ حق سے گلزار بناؤ۔

(۶۷) فرمایا کہ اب تو سوائے تھانہ بھون کے کسی جگہ جی ہی نہیں لگتا۔ یہ حالت معلوم ہوتی ہے

تو لائے مردان ایں پاک بوم   برانگیختم خاطر از شام وروم

اس پاک سرزمین کے رہنے والے لوگوں کی محبت نے میرا دل شام اور روم سے اٹھا دیا۔

(۶۸) فرمایا کہ واقعی کثرت کلام اور بک بک سے قلب میں ظلمت پیدا ہوتی ہے

دل زپر گفتن بمیرد در بدن   گرچہ گفتارت بود درِّ عدن

زیادہ بولنے سے دل مر جاتا ہے چاہے آپکی باتیں عدن کے موتی کیوں نہ ہوں

(۶۹) عرض کیا گیا کہ صبح کو بہت غلبہ نیند کا ہوتا ہے۔ نیند پوری نہیں ہوتی فرمایا کہ صبح کے وقت خوب سویا کیجئے۔ پھر فرمایا کہ ہمارا سونا ہی اچھا ہے ورنہ بیداری میں معصیت ہی کرتے رہتے ہیں۔ اور کچھ نہیں تو وسوسے ہی معصیت کے آتے

رہتے ہیں ہمارا سونا تو ویسا ہے جیسا

ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز   گفتم ایں مردہ ست خوابش بردہ بہ

ایک ظالم کو دوپہر کے وقت سویا ہوا دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ آدمی مردہ ہے سویا ہوا رہے ہی اچھا ہے ۔

(٧٠) فرمایا کہ صاحب بات یہ ہے کہ جس میں اصل نہ ہو گی نقل سے وہی پوت پورا کریگا ؎

نباشد اہلِ باطن در پے آرائشِ ظاہر   بہ نقاش احتیاجے نیست دیوارِ گلستاں را ۔

اہل باطن ظاہری زینت کے پیچھے نہیں پڑتے، باغ کی دیوار کو نقش کاری کی ضروت نہیں ۔

(٧١) فرمایا کہ تصنع واہیات ہوتی ہے اور اصلی حسن تو ہر حال میں اچھا ہی معلوم ہوتا ہے اسکا تو یہ حال ہوتا ہے ؎

چلی شوخی نہ کچھ بادِ صبا کی   بگڑنے میں بھی زلف اسکی بنا کی

(٧٢) استجازۃً عرض کیا گیا کہ حضرت حاجی صاحب کے حجرے میں بغرض برکت حاصل کرنے کے کبھی کبھی ذکر کرنے بیٹھ جاتا ہوں فرمایا کیا مضائقہ ہے پھر یہ شعر فرمایا ؎

در منزل جاناں روزے رسیدہ باشد   با خاکِ آستانش داریم مرحبائی

جس منزل میں کہ محبوب کسی دن پہنچا ہو ، اسکے آستانہ کی خاک سے بھی ہم خوش آمدید رکھتے ہیں ۔

(٧٣) ایک صاحب کے جواب میں لکھا کہ یہ حالت مقصود نہیں تاکہ مفقود ہونے پر ان کو پریشانی نہ ہو اور یہ شعر بھی لکھ دیا ؎

باغ سبز عشق وے کہ منتہاست   جز غم و شادی درو بس میوہاست

اس ذات کے عشق کا باغ سبز جو کہ ہر چیز کا منتہا ہے، اس باغ میں غم اور خوشی کے علاوہ بہت سے میوے ہیں

(۷۴) فرمایا کہ مجھے خاص طور سے اہتمام ہے کہ مخلوق کو دوسرے سے ایذا نہ پہنچے

مباش درپئے آزار ہرچہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

کسی کی ایذا رسانی میں مت لگو جو چاہو کرو ہماری شریعت میں اسکے علاوہ کوئی گناہ نہیں۔

(۷۵) حضرت نے فرمایا کہ جو میرے اختیار کی بات نہیں اسکو میں کیا کرسکتا ہوں۔ باقی اپنی طرف سے تو میں سب کو دل سے معاف کرتا رہتا ہوں۔

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات با درد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

اس دنیا میں ہم نے بہت تجربہ کیا کہ اللہ والوں کے ساتھ جو الجھا وہ مارا گیا

(۷۶) مثنوی شریف میں یہ شعر آیا ہے

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں می دہد حق آرزوئے متقیں

تو ایسا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ایسا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں کی دلی مراد پوری کرتا ہے

فرمایا حدیث شریف میں حضرت عائشہ رضؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب منقول ہے ما اری ربک الا یسارع نی ھواک۔

(۷۷) کسی نے عرض کیا کہ موت کی تمنا کیسے ہو فرمایا اسکے لئے ذکر اللہ کی کثرت سے بہتر کوئی چیز نہیں. فرمایا کہ دوسرے نیالی لوگوں سے یہ کینے کو دل چاہا کرتا ہے۔

خواب را بگذار امشب اے پسر
یک شبے در کوئے بے خواباں گذر

سونے کو چھوڑ آج کی رات اے بیٹے. ایک رات نہ سونے والوں کی گلی میں گزار۔

(۷۸) ایک دفعہ مولانا فتح محمد صاحب خلوت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ان سے باتیں کرتے رہے وقت زیادہ ہو گیا۔ مولنا نے بطورِ معذرت عرض کیا۔ حضرت کے اوراد اور عبادت میں آج حرج ہوا۔ فرمایا احباب کی اور اہل دل کی دل جوئی کرنا کیا عبادت نہیں؟ غرض حضرت کو شفقت بہت زیادہ تھی حضرت سے نفع زیادہ ہوا۔ اس واسطے کہا ہے۔

بندۂ پیر خراباتم کہ لطفش دائم است
زانکہ لطفِ شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست

میں اس پیر کامل کا غلام ہوں کہ جس کا لطف ہمیشہ ہے۔ اس لئے کہ شیخ اور زاہد کا لطف کبھی ہے اور کبھی نہیں۔

(۷۹) فرمایا حضرت گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں ہوتا تو منصور کے قتل کے فتوٰی میں کبھی شریک نہ ہوتا۔ فرمایا حضرت والا نے منصور پر یہ ظلم فتوٰی کی آڑ میں کیا گیا جیسا کہ مثنوی میں موجود ہے۔

چوں قلم در دستِ غدّارے فتاد
لاجرم منصور بردارے فتاد

جب قلم غدّار کے ہاتھ میں پہنچا، تو بلاشک منصور سُولی پر پہنچے۔

قلبی تاثرات

اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے مجلسِ خیر سورت کے کارکنان کو توفیق بخشی کہ علم و ادب کے ماہر اور مدرسہ فلاحِ دارین کو ابتدار سے انتہا تک بام عروج پر پہنچانے والے کامیاب مہتمم اور جو ایک عرصہ تک اسی جامعہ میں رئیس الجامعہ کے مقام پر فائز، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی کی عمدہ کتاب "ملفوظات حکیم الامت" اور "فارسی ادب" کو شائع کرے۔

حضرت ممدوح کا اس کتاب کے مرتب کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ہمارے اکابر حضرات فارسی ادب میں کیسے فائق اور برتر رہے وہ عوام کے سامنے آئے اور دوسری طرف آج کے علمی انحطاط کے دور میں ہمارے طلبار اور علمار کے سامنے یہ بات واضح ہو کہ وہ اپنے اکابر اور مشائخ کے علوم سے مستفید ہونا چاہیں تو فارسی ادب پر عبور حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ ممدوح کی اس کاوش کو بے حد قبول فرمائے اور ہر دو جہتوں سے کامیاب فرمائے۔ ادارہ حضرت ممدوح کی اس کتاب کی اشاعت پر فخر محسوس کرتا ہے۔۔ اور درخواست کرتا ہے کہ ادارہ اور مرتب و ناشر کو ترقیٔ درجات کے لئے دعا میں فراموش نہ فرمائیں۔

فقط

ناظم مجلس خیر سورت (گجرات)

ادارہ مجلس خیر سورت کی اہم خدمات

اس ادارہ کی طرف سے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بہت سی کتابیں چھپتے ہی تقسیم کر دی گئیں۔ صاحب قدر حضرات نے بڑی قدر کی اور دعا دی۔ ہم ان میں سے چند اہم کتابوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) نصر الباری شرح بخاری (کتاب المغازی) مصنف حضرت مولانا عثمان غنی صاحب استاذِ حدیث مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارن پور۔

(۲) رحمۃ اللعالمین۔ حضرت مولانا صوفی عابد میاں عثمانی ڈابھیلی مرحوم۔

(۳) تقلید کی شرعی ضرورت۔ مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری راندیر۔

(۴) الجواہر الضیائیہ شرح شاطبیہ۔ از قاری محمد سلیمان صاحب دیوبندی۔

(۵) قرآنی جلووں کی نئی کرن۔ از مولانا عبد الحلیم صاحب لبنوی، استاذ و صدر مدرس جامعہ علوم الاسلامیہ بھوج ضلع کچھ (گجرات)

(۶) سوانح مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوری۔ (۷) ایمان اور تصوف۔ (۸) منزل۔

(۹) مسنون دعا (گجرات) (۱۰) چند چھوٹی سورتوں کے اجر و ثواب۔

(۱۱) احکام تبلیغ۔ از حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہٗ ہردوئی۔

(۱۲) تقلید۔ قربانی۔ حج۔ از مولانا صلاح الدین صاحب سیفی فلاحی۔

(۱۳) ملفوظات حکیم الامت و فارسی ادب۔

یہ مختصر فہرست پیشِ خدمت ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں منظرِ عام پر آئیں گی ان شاء اللہ العزیز۔ قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ جلد از جلد دوسری کتابوں کی اشاعت کا سامان اور اسباب جلد مہیا ہو جائیں۔ فقط۔

ناشر مجلس خیر سورت